ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4, 2023

حدیث "كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ "میں سیاست کے معنیٰ کی تعیین

DETERMINING THE MEANING OF POLITICS IN HADITH:"THE PROPHETS OF BANI ISRAEL WERE ALSO POLITICIANS"

***Usman Abbas**

PhD Scholar, Department of Islamic Studies, UET Lahore.

***Abstract**:*
Man has a civil nature Man belongs to human beings while living life during this relationship, human rights are sometimes compromised. National laws are very important to correct them so that human beings can be taught respect for rights, love, affection, sincerity and good manners etc. It is very important and necessary to carry out these matters so that an atmosphere of peace and tranquility is maintained in the country In order to achieve these great goals, Allah Almighty sent various Prophets Who has also given the religious and otherworldly guidance of humanity which is called sharia politics such as the invitation to worship one God, good manners, truthfulness, avoidance of betrayal, etc. At the same time, the Prophets gave them complete guidance for the success of the worldly life of humanity which is called the Madaniah politics such as guiding people through justice and fairness, providing the facilities of worldly life, rescuing the oppressed from the oppressor, etc. These matters were not unique to any one prophet but all the Prophets used to carry out both types of political affairs for the perfect guidance of humanity so that people can get guidance on all matters from their Prophet In this discussion, both types of politics have been clarified in the light of the examples of the lives of the Prophets so that we can be guided.
Keywords: *Politics, Sharia Politics, Madaniah Politics, Bani Israel, Prophet, Humanity, Worldly success, Ultimate success.*

اللہ رب العزت نے کائنات میں انسان کو بسانے کے بعد ان کی شرعی و دینی راہ نمائی کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ جاری وساری رکھا تاکہ انسانیت کی درست راہ نمائی ہوتی رہے اور وہ احکاماتِ الٰہی کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں کیوں کہ جس طرح انسان کی شرعی و دینی راہ نمائی کے بغیر خسران وضلال ہے بالکل اسی طرح انسانیت کی دنیاوی طرز رہن سہن اور زندگی بسر کرنے کے معاملات غیر مہذب اور بغیر راہ نمائی کے انجام پائیں تو یہ بھی نقصان کا باعث ہے۔ اِس لیے اللہ رب العزت نے مذکورہ بالا دونوں معاملات کو درست سمت چلانے کے لیے اور انسانیت کی دینی و دنیاوی درست راہ نمائی کے لیے انبیاء کرام کا سلسلہ جاری وساری کیا اور پھر ذمہ داری کو علماء کرام پر ڈال دیا اور اس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بھی ہے: الْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ[1] ترجمہ: علماء انبیاء کرام کے وارث ہیں۔

انبیاء کرام دنیاوی مال ومتاع اور سازوسامان ورثہ میں چھوڑ کر نہیں جاتے بلکہ ان کا ورثہ اور ترکہ ان کی تعلیمات ہوتی ہیں جن کو علماءِ اُمت نے آگے منتقل کرکے انسانی راہ نمائی کا کام سرانجام دینا ہوتا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی امتوں کی دینی و دنیاوی راہ نمائی کے لیے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں، اپنی ہمت اور طاقت سے بڑھ کر انسانیت کی دنیاوی واخروی فوز وفلاح کی کوشش جاری وساری رکھی، انبیاء کرام علیہم السلام کی اس کوشش کو حدیث مبارکہ میں سیاست سے تعبیر کیا گیا ہے جس کی وضاحت پیش کی جارہی ہے۔

بنیادی روایت:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں:

"كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي، وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ. قَالُوا : فَمَا تَأْمُرُنَا ؟ قَالَ : فُوا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ، أَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ ؛ فَإِنَّ اللَّهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ "[2]

ترجمہ: بنی اسرائیل کے انبیاء ان کی سیاسی راہ نمائی بھی کیا کرتے تھے جب بھی ان کا کوئی نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا نبی اس کی جگہ آجاتا لیکن یاد رکھو میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا میرے بعد میرے نائب یعنی خلفاء کثیر تعداد میں ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ان کے متعلق ہمارے لیے کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے جس کی بیعت کرلو بس اسی کی وفاداری پر قائم رہو اور اُن کے حق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرو کیوں کہ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت ان سے رعایا کے حق کے بارے میں سوال کرے گا۔

شارحینِ حدیث کے اقوال:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4, 2023

مذکورہ بالا حدیث میں یہ بات واضح موجود ہے کہ بنی اسرائیل کے انبیاء ان کی سیاسی راہ نمائی بھی فرماتے ہیں، اس سیاسی راہ نمائی کی توضیح و تشریح میں شارحین حدیث کے اقوال پیش کیے جائیں گے۔

حافظ ابن حجر العسقلانی نے اس حدیث کی وضاحت میں انبیاء کرام علیہم السلام کی اپنی امتوں کی دنیاوی و اخروی راہ نمائی کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا ظَهَرَ فِيهِمْ فَسَادٌ بَعَثَ اللَّهُ لَهُمْ نَبِيًّا يُقِيم لَهُم أَمْرَهُمْ وَيُزِيلُ مَا غَيَّرُوا مِنْ أَحْكَامِ التَّوْرَاةِ وَفِيهِ إِشَارَةٌ إِلَى أَنَّهُ لَا بُدَّ لِلرَّعِيَّةِ مِنْ قَائِمٍ بِأُمُورِهَا يَحْمِلُهَا عَلَى الطَّرِيقِ الْحَسَنَةِ وَيُنْصِفُ الْمَظْلُومَ مِنَ الظَّالِمِ۔[3]

ترجمہ: جب بنی اسرائیل میں فتنہ و فساد بپا ہو جاتا تو اللہ تعالیٰ اس فتنہ و فساد کے خاتمہ کے لیے ایک نبی کو بھیج دیتے جو ان کے معاملات کو درست کر دیتا اور ان کے تورات کے مسخ شدہ یا زائل شدہ احکامات کو دوبارہ سے جاری و ساری کر دیتا اس حدیث میں اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ رعایا کے معاملات درست رکھنے کے لیے اور انصاف کے مطابق معاملات سرانجام دینے کے لیے ایسا کرنا ضروری ہوتا ہے جیسا کہ مظلوم کو ظالم سے انصاف دلوانا۔

حافظ ابنِ حجر کی تشریح کے مطابق یہ معلوم ہوتا ہے کہ بنو اسرائیل کے دینی و دنیاوی معاملات کی درستی ان کے انبیاء کے سپرد تھی کیوں کہ فتنہ و فساد کو ختم کرنا، انصاف قائم کرنا، مظلوم کو ظالم سے بچانا وغیرہ دنیاوی معاملات کی درستی اور رعایا کی بہتری کے لیے ہے اور تورات کے تغیر و تبدیل شدہ احکامات کو دوبارہ جاری کرنا اور ان احکامات کو درست انداز میں پیش کرنا اور قوم کی درست راہ نمائی کرنا وغیرہ دینی معاملات کی درستی ہے لہذا بنی اسرائیل کے انبیاء ان کی دینی و دنیاوی معاملات کی درستی کا کام سرانجام دیتے تھے۔

امام قسطلانی نے اِس حدیث کی وضاحت میں انبیاء کرام علیہم السلام کے سیاسی امور کو امراء و سلاطین کی ذمہ داریوں کی طرح بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

تتولى أمورهم كما تفعل الولاة برعاياهم حال كونهم، قام مقامه (نبيّ) يقيم لهم أمرهم ويزيل ما غيروا من أحكام التوراة إلى غير ذلك كإنصاف الظالم من المظلوم[4].

ترجمہ: بنی اسرائیل کے انبیاء ان کے معاملات کے اس طرح ذمہ دار بنتے تھے جس طرح امراء و سلاطین اپنی رعایا کے حالات بہتر کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں ہر نبی ان کے معاملات کو درست کر دیتا اور ان کی تورات کے احکام میں تغیر و تبدل کو زائل کر کے درست احکامات کی طرف راہ نمائی کرتا جیسا کہ مظلوم کو ظالم سے انصاف مہیا کرنا وغیرہ ہے۔

امام قسطلانی کی تشریح کے مطابق بنی اسرائیل کے انبیاء ان کی دینی و دنیاوی راہ نمائی کا کردار ادا کرتے ہیں جس میں تورات کے تبدیل شدہ احکامات کو درست انداز میں سمجھانا اور ان کی وضاحت کرنا دینی راہ نمائی ہے اور مظلوم کو ظالم سے انصاف دلوانا وغیرہ دنیاوی راہ نمائی ہے اور حدیث میں انہیں کو سیاست سے تعبیر کیا گیا ہے۔

امام نووی نے حدیث کی تشریح کرتے ہوئے انبیاء کرام علیہم السلام کی ذمہ داریوں کو امراء اور والیانِ حکومت کی ذمہ داریوں کی طرح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

يتولون أمورهم كما تفعل الأمراء والولاة بالرعية[5].

بنی اسرائیل کے انبیاء ان کے معاملات کے اس طرح ذمہ دار ہوتے تھے جس طرح والیان ریاست اور امراء اپنی رعایا کے ساتھ کرتے ہیں۔

امام نووی کے مطابق بنی اسرائیل کے انبیاء امراء اور والیانِ ریاست و حکومت کی طرح اپنی رعایا کے معاملات کا خیال رکھتے تھے اگرچہ امام نووی نے یہاں صرف دنیاوی امور میں راہ نمائی کا تذکرہ کیا ہے لیکن انبیاء کے مشن اور وراثت میں دینی راہ نمائی اول درجہ کی حیثیت رکھتی ہے اس لیے اس کو ذکر نہیں کیا گیا حالانکہ یہ دونوں انبیاء کرام کی ذمہ داری میں شامل ہیں جیسا کہ دیگر شارحین کے اقوال پیش کیے گئے ہیں۔

ابن منظور سیاست کے معنی و مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے بطور استشہاد اسی حدیث کو ذکر کرتے ہیں:

وَفِي الْحَدِيثِ:كَانَ بَنُو إِسرائيل يَسُوسُهم أَنبياؤهم أَي تَتَوَلَّى أُمورَهم كَمَا يَفْعَلُ الأُمَراء والوُلاة بالرَّعِيَّة. والسِّياسةُ: القيامُ عَلَى الشَّيْءِ بِمَا يُصْلِحه. والسياسةُ: فِعْلُ السَّائِسِ. يُقَالُ: هُوَ يَسُوسُ الدوابَّ إِذا قَامَ عَلَيْهَا وراضَها، وَالْوَالِي يَسُوسُ رَعِيَّتَه[6].

ترجمہ: اور حدیث مبارکہ ہے کہ بنو اسرائیل کے انبیاء ان کی سیاسی راہ نمائی کرتے تھے یعنی اِن کے انبیاء ان کے معاملات کے ذمہ دار تھے جیسے والیان ملک اور امراء اپنی رعایا کے معاملات کے ذمہ دار ہوتے ہیں اور سیاست کا مطلب یہ ہے کہ کسی کام یا چیز کو درست کرنے کے لیے محنت کرنا یا قائم ہونا۔ سیاست سے مراد سائس کا فعل ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے: اس نے جانوروں کو درست کر دیا جب ان پر بیٹھا اور مطمئن ہوا اسی طرح والی یا سربراہ اپنی رعایا کو درست کرتا ہے۔

اِس عبارت میں ابن منظور نے حدیث کو بطور استشہاد پیش کر کے سیاست کے مفہوم کو واضح کیا ہے اور انہوں نے لوگوں کے معاملات کی درستی، اصلاح اور معاشرہ و رعایا کو درست رکھنے کو سیاست سے تعبیر کیا ہے اور اس کو انبیاء کرام کا اہم فرض قرار دینے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4, 2023

امام تھانوی اپنی کتاب "کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم" میں مختلف علماء کی آراء کی روشنی میں سیاست کے معنی و مفہوم کی وضاحت کرتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سیاست سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کو دنیاوی و اخروی اعتبار سے درست سمت چلانا اور ان کی دنیاوی و اخروی کامیابی کے لیے ان کی اصلاح کرنا اور یہ کام انبیاء کرام مطلقاً کیا کرتے تھے اسی طرح پھر اُنہوں نے سیاست کی دو اہم قسموں کی طرف بھی راہ نمائی کی ہے کہ ایک سیاست شرعیہ ہوتی ہے اور دوسری مدنیہ ہوتی ہے، سیاست شرعیہ سے مراد یہ ہے کہ اخروی کامیابی اور نجات کے لیے لوگوں کی اصلاح کرنا اور سیاست مدنیہ سے مراد یہ ہے کہ دنیاوی زندگی اچھے طریقے اور اصول وضوابط کے مطابق بسر کرنے کے لیے لوگوں کی راہ نمائی کرنا اور اخلاقی لحاظ سے پر سکون، پر امن اور مصلح معاشرہ کی تشکیل کرنا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام مطلق طور پر یہ دونوں امور سر انجام دیا کرتے تھے[7]

انبیاء کرام علیہم السلام کی سیاست کی مثالیں:

انبیاء کرام علیہم السلام مطلق طور پر دونوں طرح کی سیاست کے امور سر انجام دیا کرتے تھے، جس میں وہ لوگوں کی اخروی کامیابی اور نجات کے لیے فکر مند ہوتے تھے، ان کے اعمال اور عقائد کی اصلاح کرتے تھے ان کو ایک الہ اور ہر معبود کی شناسائی اور پہچان کرواتے تھے اس کو سیاسۃ شرعیہ کہا جاتا ہے اس کے ساتھ وہ لوگوں کی دنیاوی زندگی کی کامیابی، حسن اخلاق، حقوق العباد کا خیال رکھنا، باہم امن و سکون کی زندگی، سہولیات کی فراہمی، جرائم پر سزاؤں کے ذریعہ امن کا قیام وغیرہ کے امور بھی بطریق احسن اور بطور ذمہ داری ادا کرتے تھے اس کو سیاسۃ مدنیہ کہا جاتا ہے اور ان دونوں قسموں کی مثالیں انبیاء کرام کے قرآن مجید میں بیان کردہ مشاغل و مصروفیات سے ملتی ہیں جن کا تذکرہ ذیل میں پیش کیا جارہا ہے۔

1۔ سیدنا نوح علیہ السلام:

سیدنا نوح علیہ السلام بڑے عظیم اور جلیل القدر پیغمبر ہیں۔ یہ آدم ثانی کے لقب سے بھی مشہور ہوئے ہیں اُنہوں نے اپنی قوم کی دینی و اخروی راہ نمائی کے ساتھ ان کی دنیاوی زندگی کی بقاء کے لیے بھی عظیم کارنامہ سر انجام دیا ہے۔

ان کی اپنی قوم کی دینی و اخروی راہ نمائی کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں درج ذیل طریقہ سے بیان کیا ہے:

فَقُلۡتُ ٱسۡتَغۡفِرُواْ رَبَّكُمۡ إِنَّهُۥ كَانَ غَفَّارًا يُرۡسِلِ ٱلسَّمَآءَ عَلَيۡكُم مِّدۡرَارًا وَيُمۡدِدۡكُم بِأَمۡوَٰلٍ وَبَنِينَ وَيَجۡعَل لَّكُمۡ جَنَّٰتٍ وَيَجۡعَل لَّكُمۡ أَنۡهَٰرًا۔[8]

ترجمہ: تو میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگ لو یقیناً وہ ہمیشہ سے بہت معاف کرنے والا ہے وہ تم پر بہت برستی ہوئی بارش اُتارے گا اور وہ مالوں اور بیٹوں کے ساتھ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں باغات عطا کرے گا اور تمہارے لیے نہریں جاری کر دے گا۔

ان آیات میں حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کی دینی و اخروی نجات کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کی خصوصی تلقین کی ہے اور پھر اس پر حاصل ہونے والے انعامات کا تذکرہ کیا ہے گویا اُنہوں نے سیاسۃ شرعیہ کا کام سر انجام دیا ہے۔

اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کی دنیاوی زندگی کی بقاء کے لیے سیلابی کیفیت سے بچاؤ کے لیے باقاعدہ کشتی بنائی جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں درج ذیل انداز میں کیا ہے:

وَ يَصۡنَعُ الۡفُلۡكَ ۟ وَ كُلَّمَا مَرَّ عَلَيۡهِ مَلَاٌ مِّنۡ قَوۡمِهٖ سَخِرُوۡا مِنۡهُ ؕ قَالَ اِنۡ تَسۡخَرُوۡا مِنَّا فَاِنَّا نَسۡخَرُ مِنۡكُمۡ كَمَا تَسۡخَرُوۡنَ۔ فَسَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ۙ مَنۡ يَّاۡتِيۡهِ عَذَابٌ يُّخۡزِيۡهِ وَ يَحِلُّ عَلَيۡهِ عَذَابٌ مُّقِيۡمٌ۔ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَمۡرُنَا وَ فَارَ التَّنُّوۡرُ ۙ قُلۡنَا احۡمِلۡ فِيۡهَا مِنۡ كُلٍّ زَوۡجَيۡنِ اثۡنَيۡنِ وَ اَہۡلَكَ اِلَّا مَنۡ سَبَقَ عَلَيۡهِ الۡقَوۡلُ وَ مَنۡ اٰمَنَ ؕ وَ مَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِيۡلٌ ۔[9]

ترجمہ: وہ (نوح) کشتی بنانے لگے ان کی قوم کے جو سردار ان کے پاس سے گزرے وہ ان کا مذاق اڑاتے وہ کہتے اگر تم ہمارا مذاق اڑاتے ہو تو ہم بھی تم پر ایک دن ہنسیں گے جیسے تم ہم پر ہنستے ہو۔ تمہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ کس پر عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کرے اور اس پر ہمیشگی کی سزا اتر آئے۔ یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آ پہنچا اور تنور ابلنے لگا ہم نے کہا کہ اس کشتی میں ہر قسم کے (جانداروں میں سے) جوڑے (یعنی) دو (جانور، ایک نر اور ایک مادہ) سوار کر لے اور اپنے گھر کے لوگوں کو بھی سوائے ان کے جن پر پہلے سے بات پڑ چکی ہے اور سب ایمان والوں کو بھی اس کے ساتھ ایمان لانے والے بہت ہی کم تھے۔

اِن آیات کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام نے سیلابی کیفیت کے پیش نظر انسانی زندگی کی بقاء اور حیوانات کی بقاء اور ان کے انسانیت کے لیے مفید ہونے کی خاطر باقاعدہ کشتی بنا کر ان سب کو اپنی کشتی میں سوار کیا گویا اس طریقہ سے انہوں نے سیاسۃ مدنیہ سے کام لیا ہے۔

2۔ سیدنا داؤد علیہ السلام:

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4, 2023

سیدنا داؤد علیہ السلام عظیم المرتبت پیغمبر خُدا ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو مسحور کن آواز عطا کی تھی، اسی طرح ان کو زبور کتاب ہدایت بھی عطا کی تھی، حضرت داؤد علیہ السلام اپنی قوم کی دینی و دنیاوی دونوں طرح کی راہ نمائی کا کام سر انجام دیتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام اپنی قوم کی دینی راہ نمائی کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں درج ذیل اسلوب میں بیان کیا ہے:

وَ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا[10] ترجمہ: اور ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو زبور عطا فرمائی۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا تذکرہ فرمایا کہ ہم نے داؤد علیہ السلام کو زبور کتاب رشد و ہدایت عطا کی جس کے ذریعہ تمہاری دینی و اخروی نجات کا سامان فراہم کر رہے ہیں جو کہ سیاسۃ شرعیہ ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام اپنی قوم کی دینی و اخروی راہ نمائی کے ساتھ ان کی دُنیاوی زندگی کو منظم و بہتر کرنے کا کام بھی سر انجام دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَ عَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ[11]

ترجمہ: اور ہم نے اسے تمہارے لیے لباس بنانے کی کاریگری سکھائی تاکہ لڑائی کے ضرر سے تمہارا بچاؤ ہو کیا تم شکر گزار بنو گے۔

اِس آیت میں اللہ رب العزت نے حضرت داؤد علیہ السلام کی اس کاریگری کا تذکرہ فرمایا ہے کہ جس میں وہ جنگ کے ضرر و نقصان سے محفوظ رہنے کے لیے انسانوں کے لیے لوہے کا لباس تیار کرتے تھے جو کہ قوم اور نسل انسانی کی عظیم ضرورت تھی اور اس خدمت کو وہ خصوصی طور پر سر انجام دیا کرتے تھے یہ سیاسۃ مدنیہ ہے۔

3۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام:

سیدنا سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے عظیم صلاحتیوں کا مالک بنایا اور ان کو عظیم بادشاہت عطا فرمائی اُنھوں نے اپنی ملکیت و بادشاہت میں اپنی قوم کے لیے دونوں طرح کی سیاست کے امور بطریق احسن سر انجام دیے ہیں ان کی سیاسۃ شرعیہ کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَ اْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ۔[12] ترجمہ: جو سلیمان کی طرف سے ہے اور جو بخشش کرنے والے مہربان اللہ کے نام سے شروع ہے۔ یہ کہ تم میرے سامنے سرکشی نہ کرو اور مسلمان بن کر میرے پاس آجاؤ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے سیاسۃ شرعیہ کے انداز کو بیان کیا ہے کہ انہوں نے قوم کو دعوت دی کہ خبر دار بغیر کسی سرکشی کے مطیع و فرمانبر دار بن کر میرے سامنے حاضر ہو جاؤ گویا ان آیات میں ان کی قوم کے لیے دینی و اخروی راہ نمائی کی فکر کو بیان کیا گیا ہے جو سیاسۃ شرعیہ ہے۔

سیاسۃ شرعیہ کے ساتھ حضرت سلیمان علیہ السلام سیاسۃ مدنیہ سر انجام دینے کے عظیم شاہکار تھے جس کا تذکرہ درج ذیل ہے:

يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَ تَمَاثِيْلَ وَ جِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَ قُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْۤا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَ قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ۔[13]

ترجمہ: جو کچھ سلیمان چاہتے وہ جنات تیار کر دیتے مثلاً قلعے اور مجسمے اور حوضوں کے برابر لگن اور چولہوں پر جمی ہوئی مضبوط دیگیں اے آل داؤد اس کے شکریہ میں نیک عمل کرو، میرے بندوں میں سے شکر گزار بندے کم ہی ہوتے ہیں۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے سیاسۃ مدنیہ کے کردار کو واضح کیا ہے کہ وہ جنوں کو حکم دے کر سلطنت کے عظیم اور بڑے کام سر انجام دلوایا کرتے اور اللہ نے ہواؤں اور جنات وغیرہ کو بھی ان کے تابع کر دیا اور مخلوقات کو ان کے لیے مسخر کر دیا اس طرح انہوں نے لوگوں کے امور اچھے طریقے سے سر انجام دیے ہیں۔

4۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام:

سیدنا موسیٰ علیہ السلام بڑے عظیم شخصیت کے حامل پیغمبر ہیں، اُنھوں نے بنی اسرائیل کو فرعون اور آلِ فرعون کے مظالم سے نجات دلوائی اُنھوں نے بنی اسرائیل اور آلِ فرعون کو دین کی دعوت و تبلیغ دی جس کا تذکرہ درج ذیل ہے:

قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ۔[14]

ترجمہ: (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا وہ آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں کا رب ہے، اگر تم یقین رکھنے والے ہو۔

اِس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے سامنے اللہ تعالیٰ کا تعارف کروایا اور ایک الہ کی طرف دعوت دی اس پیغام کو توحید کو سر انجام دیتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سیاسۃ شرعیہ کا کام کیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سیاسۃ شرعیہ کے امور سرانجام دینے کے ساتھ بنی اسرائیل کی فوز وفلاح اور فرعون و آلِ فرعون کے مظالم سے نجات دلوانے کے لیے سیاسۃ مدنیہ کے امور بھی بطریق احسن سرانجام دیے ہیں جس کا تذکرہ درج ذیل انداز میں کیا گیا ہے:

فَاْتِیٰهُ فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّکَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ وَ لَا تُعَذِّبْهُمْ ؕ قَدْ جِئْنٰکَ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّکَ ؕ وَ السَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی[15]

ترجمہ: تم اس کے پاس جاکر کہو کہ ہم تیرے پروردگار کے پیغمبر ہیں تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے، ان کی سزائیں موقوف کر۔ ہم تو تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے نشانی لے کر آئے ہیں اور سلامتی اسی کے لئے ہے جو ہدایت کا پابند ہو جائے

اِس آیت کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے سامنے بنی اسرائیل کو مظالم اور قہر و جبر سے نجات دلوانے کے لیے ان کا مقدمہ لڑا اور بڑے احسن انداز میں فرعون کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تو ان کو عذاب اور مشقت میں مبتلا نہ کر بلکہ ان کو میرے ساتھ جانے کی اجازت دے اس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے لیے سیاسۃ مدنیہ کا کام سرانجام دیا ہے۔

5۔ سیدنا یوسف علیہ السلام:

سیدنا یوسف علیہ السلام بڑے حسین و جمیل اور عظیم قدر و منزلت کے حامل پیغمبر ہیں، جنہوں نے بنی اسرائیل کو مصر میں حکمرانی کی بدولت عروج بخشا ہے اُنہوں نے سیاسۃ شرعیہ اور سیاسۃ مدنیہ کے امور سرانجام دیے ہیں اُنہوں نے جیل میں قید کے وقت اپنے ساتھیوں کو توحید کی دعوت دے کر سیاسۃ شرعیہ کا کام سرانجام دیا ہے جس کا تذکرہ درج ذیل ہے:

یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ[16]

ترجمہ: اے میرے قید خانے کے ساتھیو! کیا متفرق کئی ایک پروردگار بہتر ہیں؟ یا ایک اللہ زبردست طاقتور۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کا قید میں ہوتے ہوئے بھی اپنے جیل کے ساتھیوں کو خوبصورت انداز میں توحید کی دعوت دینے کا خاص ذکر کیا ہے جو کہ لوگوں کی دینی و اخروی راہ نمائی ہے گویا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے لوگوں کے لیے سیاسۃ شرعیہ کے امور بھی سرانجام دیے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام سیاسۃ شرعیہ کے تحت عظیم داعی اور مبلغ کے امور سرانجام دینے کے ساتھ شرعیہ مدنیہ کے امور بھی بڑے احسن انداز میں سرانجام دیتے تھے، جس میں اُنہوں نے قید میں ہوتے ہوئے بادشاہ کے خواب کی بہترین تعبیر بھی کی ہے اور بہترین تجربہ کار اور مایہ ناز ماہر معاشیات بھی ثابت ہوئے ہیں جس کا ذکر درج ذیل ہے:

قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ[17]

ترجمہ: (یوسف) نے کہا آپ مجھے ملک کے خزانوں پر مقرر کر دیجئے میں حفاظت کرنے والا اور باخبر ہوں۔

اِس آیت کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام نے اہلِ مصر کو قحط سالی اور مالی مشکلات سے بچانے کے لیے اس بات کا مطالبہ کیا کہ مجھے خزانہ کے معاملات سونپ دیے جائیں میں ان کا معاملات کو اچھے انداز میں حل کر سکتا ہوں گویا اُنہوں نے انسانیت کی دُنیاوی زندگی کی راہ نمائی کرتے ہوئے سیاسۃ مدنیہ کے امور انجام دیے ہیں۔

ان مذکورہ بالا انبیاء کرام کی زندگی سے ان کی ذمہ داریوں کی ایک ایک مثال کا تذکرہ کیا گیا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ انسانیت کی مکمل فلاح و بہبود کی خاطر سیاسۃ شرعیہ کے امور سرانجام دینے کے ساتھ سیاسۃ مدنیہ کے امور بھی سرانجام دیتے تھے تاکہ انسانیت کی دینی و اخروی فلاح اور کامیابی کے ساتھ ان کی دنیاوی زندگی کے معاملات بھی درست طریقہ سے چل سکیں اور ان کو اپنے راہ نما سے مکمل راہ نمائی حاصل ہو سکے۔

خلاصہ:

انسان مدنی الطبع ہے، انسان زندگی گزارتے ہوئے انسانوں سے تعلق رکھتا ہے، اِسی تعلق میں بعض اوقات انسان سے دوسرے انسانوں کے حقوق کی پاسداری میں کمی بیشی ہو جاتی ہے، جس کو درست کرنے کے لیے ملک اور ریاست کے قوانین بہت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں تاکہ انسانوں کی زندگی بہترین طریقے سے گزرتی رہے اور آپس میں پیار، محبت، خلوص، حسن اخلاق وغیرہ جیسی عظیم صفات پروان چڑھتی رہیں۔ ان امور کو بہتر طریقہ سے سرانجام دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو مختلف اوقات میں مختلف اقوام اور مختلف اوطان میں مبعوث فرمایا۔ جہاں اُنہوں نے انسانیت کی راہ نمائی کرتے ہوئے ان کے دینی و اخروی معاملات کی درستی کے ساتھ دنیاوی معاملاتِ زندگی کو بھی درست سمت گامزن کیا گویا اُنہوں نے سیاسۃ شرعیہ اور سیاسۃ مدنیہ کے امور بطریق احسن سرانجام دیے ہیں اور یہ کسی ایک نبی کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ تمام انبیاء یہ امور سرانجام دیتے رہے ہیں جیسا کہ بحث میں انبیاء کی ذمہ داریوں کی مثالیں دے کر واضح کر دیا گیا ہے۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4, 2023

[1] ترمذی ، محمد بن عیسیٰ، ابو عیسیٰ، جامع الترمذی، دارالسلام،الریاض، 2002ء، ابواب العلم عن رسول اللہ صلیٰ اللہ علیہ وسلم، باب ما جا ء فی فضل الفقہ علی العبادۃ، حدیث نمبر2682

[2] البخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبداللہ، صحیح البخاری، دارالسلام، الریاض، 2006ء، کتاب: احادیث الانبیاء صلوات اللہ علیہم، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، حدیث نمبر3455۔

[3] ابن حجر ،احمد بن علی، العسقلانی، فتح الباری،دارالمعرفہ، بیروت، 1379ھ، ج6، ص497۔

[4] القسطلانی،احمد بن محمد، ارشاد الساری،المطبعۃ الکبریٰ الامیریہ، مصر، 1323ھ، ج5، ص421۔

[5] النووی،یحییٰ بن شرف، المنہاج شرح صحیح مسلم،داراحیاء التراث العربی، بیروت، 1392ھ، ج12،ص231۔

[6] ابن منظور،محمد بن مکرم، لسان العرب،دار صادر، بیروت، 1414ھ، ج6، ص108۔

[7] تہانوی، محمد بن علی ،کشاف اصطلاحات الفنون و العلوم، مکتبہ لبنان، بیروت، 1996ء، ج1، ص993-994۔

[8] نوح71:12-10

[9] ھود40-38

[10] النساء 163

[11] الانبیاء 21

[12] النمل31-30

[13] سباء 13:34

[14] الشعراء24:26۔

[15] طٰہٰ47:20 ۔

[16] یوسف39:12۔

[17] یوسف55:12۔